# اگر تم اپنے اُن اعمال کو درست کر لو جو دوسروں کو نظر آتے ہیں تو تمہارے باطنی اعمال آپ ہی آپ درست ہو جائیں گے

(فرمودہ 19/جون 1953ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

''سردیاں آتی ہیں اور گزر جاتی ہیں۔ گرمیاں آتی ہیں اور گزر جاتی ہیں۔ بہار کا موسم آتا ہے اور گزر جاتا ہے۔ خزاں کا موسم آتا ہے اور گزر جاتا ہے۔ کبھی چھوٹے دن آجاتے ہیں اور کبھی بڑے دن آجاتے ہیں۔ کبھی چھوٹی راتیں آجاتی ہیں اور کبھی بڑی راتیں آجاتی ہیں۔ مگر سورج وہی رہتا ہے جو سردیوں میں تھا، جو گرمیوں میں تھا، جو بہار میں تھا یا خزاں میں تھا۔ چاند وہی رہتا ہے جو گرمیوں میں تھا، جو سردیوں میں تھا، جو بہار میں تھا اور جو خزاں میں تھا۔ اس لیے گرمی اور سردی اور بہار اور خزاں کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ لیکن سورج اور چاند بڑی حقیقت رکھتے ہیں۔ تم گرمی اور سردی سے وسطی علاقے اور شمالی اور جنوبی علاقے میں جا کر بچ سکتے ہو، تم پہاڑوں اور میدانی علاقوں میں جا کر ان سے بچ سکتے ہو۔ گرمیوں میں تم پہاڑ پر چلے جاؤ تو گرمیوں سے محفوظ رہ سکتے ہو اور سردیوں میں میدانی علاقوں میں چلے جاؤ تو سردیوں سے محفوظ رہ سکتے ہو۔ رات اور دن کی بڑائی اور چھوٹائی سے بھی تم دنیا کے جنوبی اور شمالی کونوں پر جا کر بچ سکتے ہو۔ مگر سورج اور چاند کے اثرات کے تم ہر جگہ

محتاج بھی ہو اور جہاں کہیں تم جاؤ تم ان اثرات سے بچ بھی نہیں سکتے۔ اِسی طرح دنیا میں تکلیفوں اور دکھوں کے زمانے آتے ہیں۔ جہالتوں اور علم کے زمانے آتے ہیں۔ حکومتوں اور غلامی کے زمانے آتے ہیں۔ مخالفتوں اور صلح کے زمانے آتے ہیں۔ اور یہ چیزیں بدلتی چلی جاتی ہیں۔ لیکن انسان کا خدا نہیں بدلتا۔ وہ جس طرح ہے اُسی طرح چلتا چلا جاتا ہے۔

پس انسان سمجھ سکتا ہے کہ الٰہی تعلق اور الٰہی ضرورت ان چیزوں سے مقدم ہے جو بدلنے والی ہیں۔ جس طرح سورج اور چاند مقدم ہیں گرمی اور سردی سے، دن اور رات سے۔ اسی طرح مصیبتیں اور دُکھ، خوشیاں اور غمیاں، راحتیں اور رنج، ترقیاں اور تنزل، یہ سب چیزیں ماتحت ہیں۔ یہ سب چیزیں تابع ہیں خدا تعالیٰ کی ذات کے۔ جس طرح انسان دن اور رات، سردی اور گرمی کو تو بدل سکتا ہے مگر وہ سورج کو نہیں بدل سکتا۔ اِسی طرح انسان خوشی اور رنج، تکلیف اور سُکھ کو بدل سکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے تعلق کو نہیں بدل سکتا۔ لیکن افسوس ہے کہ لوگ ان حکمتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور وہ اُن چیزوں کے پیچھے جو بدل سکتی ہیں یا بدلی جاسکتی ہیں اور جو عارضی اور غیر مستقل ہیں لگے رہتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی چیزوں مثلاً راستی، دیانت، محنت اور چُستی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور جھوٹ، بے ایمانی، کینہ، کپٹ، دھوکا بازی، اور فریب کو لے لیتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں ان سے ضرورت پوری ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ ضرورت بھی عارضی ہوتی ہے اور وہ پورا ہونا بھی عارضی ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرمایا کرتے تھے کہ اُن کے گاؤں میں کوئی عورت تھی جو بیوہ تھی اور سارا دن محنت کر کے وہ اپنا پیٹ پالتی تھی۔ وہ دن بھر سُوت کاتتی تھی اور پھر اُس سُوت کو بیچ کر اُس کی قیمت سے گزارہ کرتی اور کچھ رقم جمع بھی کرتی رہتی۔ اُسے سونے کے کڑوں کا بڑا شوق تھا۔ وہ دس بارہ سال تک رقم جمع کرتی رہی اور اُس رقم سے اُس نے کڑے بنوائے۔ ایک دن ایک چور اُس کے گھر آیا اور اُس نے زبردستی سے اور اُسے ڈانٹ ڈپٹ کر سونے کے کڑے اُتروالئے۔ چونکہ وہ غریب عورت تھی اور اُس نے بڑی محنت سے ایک رقم جمع کر کے سونے کے کڑے بنوائے تھے۔ اس لیے کڑے اُترواتے وقت بڑی چھینا جھپٹی ہوئی۔ اُس نے لازماً چور کے مقابلہ میں زور لگایا اور چور کو کڑے اُتروانے میں دیر لگی اس لیے اُسے چور کی شکل کی شناخت زیادہ ہوگئی۔ اور

چور کا چہرہ اس کے دماغ پر عکس ہوگیا۔ اِس واقعہ پر کئی سال گزر گئے۔ ایک دن اتفاقاً وہ عورت گھر سے باہر گلی میں بیٹھ کر چرخہ کات رہی تھی اور دوسری بعض عورتیں بھی اُس کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھیں کہ وہی چور پاس سے گزرا۔ وہ بالکل ننگ دھڑنگ تھا۔ اس کے جسم پر سوائے لنگوٹی کے کوئی کپڑا نہیں تھا۔ رفاہت1 اور آرام کے آثار اُس کے جسم پر نہیں تھے۔ جب وہ چور اُس عورت کے پاس سے گزرا تو اُسے اُس کی شکل یاد آ گئی۔ چور چند ہی قدم آگے گزرا تھا کہ اُس عورت نے اُسے آواز دی اور کہا بھائی! میری بات سننا۔ چور کو سونے کے کڑوں کا واقعہ یاد تھا اس لیے جب اُس عورت نے آواز دی تو وہ دوڑا۔ اُس عورت نے پھر آواز دی اور کہا میں تمہیں کچھ نہیں کہتی۔ میں تمہیں صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میرے ہاتھ میں پھر سونے کے کڑے ہیں اور تمہاری وہی لنگوٹی کی لنگوٹی ہے۔ پس یہ چیزیں آتی ہیں اور بدل جاتی ہیں۔ پھر نامعلوم انسان کیوں ان چیزوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے احکام کو چھوڑ دیتا ہے اور بددیانتی، فریب اور دھوکا بازی میں لگ جاتا ہے۔

میں نے پچھلے کئی خطبوں میں ربوہ والوں کو اِس طرف توجہ دلائی تھی کہ وہ پہلے اپنی اصلاح کریں اور پھر دوسروں کی اصلاح کریں۔ میں نہیں جانتا کہ میرے اُن خطبوں کا ربوہ کے رہنے والوں پر کوئی اثر ہوتا ہے یا نہیں۔ اور ان کے نتیجہ میں ربوہ والوں نے اپنی کوئی اصلاح کی ہے یا نہیں۔ بظاہر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور میرے پاس اِس قسم کی کوئی رپورٹیں نہیں آئیں جن سے معلوم ہو کہ میرے خطبوں کے بعد یہاں کے رہنے والوں کے اندر کوئی احساس پیدا ہوا ہے یا کوئی تغیر پیدا ہوا ہے۔ پس میرا اثر یہی ہے کہ میری بات اُسی طرح گزر گئی ہے جیسے چکنے گھڑے پر سے پانی گزر جاتا ہے۔ حالانکہ تم اخلاقِ فاضلہ کے بغیر کوئی چیز دوسرے لوگوں کے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ صرف اخلاقِ فاضلہ ہی ایک ایسی چیز ہیں جو دنیا دیکھ سکتی ہے۔ بہت سی نیکیاں ایسی ہیں جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ جیسے بعض مادی چیزیں ایسی ہیں جو لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ مثلاً گرمی ہے۔ گرمی کو جسم محسوس کرتا ہے لیکن آنکھ اسے دیکھ نہیں سکتی۔ خوشبو ہے اسے ناک سونگھتا ہے لیکن کان اسے سن نہیں سکتے۔ آواز ہے کان اسے سنتے ہیں لیکن ناک اسے سونگھتا نہیں۔ ہاتھ اُسے چُھوتا نہیں، آنکھ اسے دیکھتی نہیں۔ غرض مختلف چیزیں ہیں جو مختلف حواس سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔ اِسی طرح انسانی اعمال اور عقائد میں سے عقائد کو کوئی شخص دیکھ نہیں سکتا۔ جب اپنے عقائد کی عینک سے وہ کسی چیز کو

دیکھتا ہے تو کہتا ہے یہ بات ٹھیک ہے۔ لیکن دوسری باتوں کو جو اُس کے عقائد کے خلاف ہوتی ہیں وہ غلط کہہ دیتا ہے۔ مثلاً ایک یہودی کو تم کہو کہ ہم سُؤر نہیں کھاتے تو وہ کہے گا مسلمان بڑے اچھے ہیں۔ ایک ہندو کو اگر کوئی شخص کہے کہ وہ گائے کا احترام کرتا ہے تو وہ کہے گا یہ بڑا اچھا آدمی ہے۔ حالانکہ وہ اور دوسرے لوگ سؤر کے گوشت کی حقیقی حرمت کو سمجھ نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ سؤر کا گوشت حرام ہے اس لیے ہم اسے مان لیتے ہیں۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ سینکڑوں سالوں کے بعد اب ڈاکٹروں نے یہ بات نکالی ہے کہ سؤر کا گوشت کھانے کی وجہ سے انتڑیوں میں ایک قسم کا کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جس سے انسانی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ یا ایک لمبے عرصہ کے بعد ہم نے بعض اخلاقی باتیں معلوم کی ہیں کہ سؤر میں بعض خرابیاں پائی جاتی ہیں جو لازماً گوشت کھانے والوں میں بھی سرایت کر جاتی ہیں۔ لیکن یہ ایسی دلیلیں نہیں کہ انہیں ہر شخص مان لے۔ اِن باتوں سے ہزاروں لاکھوں لوگ اختلاف رکھتے ہیں اور انہیں محض وہم سمجھتے ہیں۔ وہی ڈاکٹر جنہوں نے بڑی تحقیقات کے بعد یہ لکھا ہے کہ سؤر کا گوشت کھانے کی وجہ سے انتڑیوں میں ایک قسم کا کیڑا پیدا ہو جاتا ہے اور اس سے انسانی صحت خراب ہو جاتی ہے صبح و شام سؤر کا گوشت کھاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ بات درست ہے کہ اس کے گوشت سے انسانی صحت خراب ہوتی ہے۔ لیکن وہ کونسی چیز ہے جس سے انسان کو ضرر نہیں پہنچتا۔ اگر کسی چیز سے کسی انسان کو ضرر پہنچتا ہے تو کیا ہم اپنی غذا اس خیال سے چھوڑ دیں؟

شراب کو لے لو۔ شراب کے متعلق ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن لکھنے والے خود شراب پیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو وہ وحشیوں کے متعلق لکھا تھا۔ وہ کثرت سے شراب پی لیتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں نقصان ہوتا ہے۔ ویسے اگر ہم شراب بالکل استعمال نہ کریں تو ہم میں طاقت باقی نہیں رہتی۔ مسلمانوں کو لے لو۔ ان کی بھی یہی حالت ہے۔ ایک لارڈ مسلمان ہوا اور لوگوں نے اُس سے کہا کہ سؤر کا گوشت اور شراب حرام ہے۔ تو وہ کہنے لگا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گرم ملک کے رہنے والے تھے اس لیے آپ نے شراب اور سؤر کے گوشت کو حرام قرار دے دیا۔ اگر آپؐ سرد ملک کے ہوتے تو آپ خود کہتے کہ شراب اور سؤر استعمال کرو۔ اب دیکھو شراب اور سؤر کے خلاف دلیل خود ایک مسلمان انگریز کی سمجھ میں بھی نہ آسکی۔

تم دنیا کے کسی کنارا پر چلے جاؤ۔تم جاپان میں چلے جاؤ۔چین میں چلے جاؤ۔ یورپ میں چلے جاؤ۔ ایشیا کے تمام ممالک میں چلے جاؤ۔ عیسائیوں میں چلے جاؤ۔ ہندوؤں میں چلے جاؤ۔ بدھوں میں چلے جاؤ۔سکھوں میں چلے جاؤ۔اور کہو سچ بولنا اچھا ہے یا جھوٹ بولنا اچھا ہے؟ تو ہر ایک شخص بلا استثناء یہ کہے گا کہ سچ بولنا اچھا ہے۔تم اگر کہو گے کہ ظلم کرنا اچھا ہے یا انصاف کرنا اچھا ہے؟ تو چاہے کوئی شخص ظالم ہو یا منصف، وہ یہی کہے گا کہ انصاف کرنا اچھا ہے۔تم کسی ایسی مجلس میں چلے جاؤ جس میں دو چار چور بھی بیٹھے ہوں اور دریافت کرو کہ چوری کرنا اچھی چیز ہے یا بُری؟ تو جو لوگ چور ہوں گے وہ سب سے اونچی آواز میں کہیں گے کہ چوری بُری چیز ہے۔ اور باقی لوگ بھی اُسے بُرا کہیں گے۔

پس کوئی چیز انسان کو نظر آتی ہے اور کوئی نہیں۔ اگر تم نظر نہ آنے والی چیزوں پر انحصار کرتے ہو تو تم بے وقوف ہو۔ ہمیں لوگوں کے سامنے نظر آنے والی چیزیں پیش کرنی چاہئیں۔ جب وہ انہیں دیکھیں گے تو وہ ہمارے قریب آ جائیں گے۔لیکن اگر تم نظر نہ آنے والی چیزوں پر زور دو گے تو گو میری سمجھ میں یہ بات نہیں آسکتی کہ تم دن کو تو دودھ میں پانی ملا کر بیچو اور رات کو تہجد پڑھنے لگ جاؤ، یا دن کے وقت تو تم انگلی مار کر گاہک کو سیر کی بجائے 15 چھٹانک دیتے ہو اور رات کو تہجد پڑھتے ہو☆۔ جو شخص موٹی موٹی چیزوں کو نہیں چھوڑ سکتا اُس کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ وہ عبادت میں خاص لذت محسوس کرتا ہے یا دعاؤں میں اُسے خاص توجہ پیدا ہوتی ہے غلط ہے۔لیکن فرض کرو کہ وہ عبادت میں خاص لذت بھی محسوس کرتا ہے تو تم غور کرو کہ یہ بات بتانے کے بعد کتنے عیسائی، ہندو، یہودی اور سکھ اس سے متاثر ہوں گے؟ کتنے دہریے اس سے متاثر ہوں گے؟ لیکن سچ بولنے، دیانت سے کام کرنے، ٹھیک تول کر دینے اور لُوٹ مار نہ کرنے سے کتنے لوگ ہمارے قریب آسکتے ہیں؟ تمہارا دعائیں کرنا اور تہجد پڑھنا دوسروں کو تو کیا احمدیوں کو بھی متاثر نہیں کرتا۔ان میں سے بعض کہیں گے یہ شخص بڑا بے ایمان ہے یہ دکھاوے کے طور پر تہجد پڑھتا ہے۔لیکن اگر کوئی سچ بولے، لین دین میں دھوکا نہ کرے فریب نہ کرے،انصاف سے کام لے

☆ لطیفہ یہ ہے کہ اسی خطبہ کے بعد منتظم بازار نے رپورٹ کی کہ ربوہ کے کھانڈ کے ڈپو میں سیر تولنے کے لیے ترازو اسی طرح رکھا گیا تھا کہ پندرہ چھٹانک میں سیر معلوم ہو۔گرفت پر کہا گیا کہ ہمیں گورنمنٹ سے کم وزنی کھانڈ ملتی ہے۔

تو اُس کے متعلق کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے یہ کام محض دکھاوے کے طور پر کئے ہیں۔ تم دنیا میں لاکھوں لاکھ ایسے آدمی دیکھو گے جو کسی کو نماز پڑھتا دیکھ کر یہ کہہ دیں گے کہ یہ شخص محض دکھاوے کے طور پر ایسا کر رہا ہے۔ لیکن ایسا شخص ایک نہ ملے گا جو ایسے شخص کو جو دیانت سے کام لے کہے کہ یہ دھوکا سے کام لے رہا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں باتیں متضاد ہیں اور کسی صورت میں بھی اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔

میں جب خلیفہ ہؤا ہوں۔ اُس وقت میری عمر چھوٹی تھی۔ غیر مبائع طعنے دیتے تھے کہ انہوں نے ایک بچے کو اپنا لیڈر بنا لیا ہے۔ اُس وقت میری نسبت ایسا کہنا کوئی مستبعد اَمر نہ تھا۔ لیکن اب میری خلافت پر 39 سال گزر چکے ہیں۔ اب میں کہہ سکتا ہوں جیسے حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا تھا کہ میں نے اپنی عمر میں یہ امر نہیں دیکھا کہ کوئی شخص سچ بولتا ہو تو دھوکا دینے کے لیے بولتا ہو۔ وہ ٹھگی سے بچتا ہو تو دھوکا دینے کے لیے بچتا ہو۔ کیونکہ سچ دھوکا دینے کے لیے بولا ہی نہیں جاتا۔ دھوکا، ٹھگّی کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ تم ہزاروں نہیں، لاکھوں لوگ ایسے دیکھو گے جو کہیں گے فلاں شخص نماز دھوکا دینے کے لیے پڑھتا ہے، وہ لین دین میں دھوکا کرتا ہے، فریب کرتا ہے، ہر بات میں جھوٹ بولتا ہے۔ لیکن تم چوہڑوں اور چماروں سے بھی یہ بات نہیں سنو گے کہ فلاں شخص ایمانداری کرتا ہے تو دھوکا دینے کے لیے کرتا ہے۔ فلاں شخص انصاف کرتا ہے تو دھوکا دینے کے لیے کرتا ہے۔ فلاں سچ بولتا ہے تو دھوکا دینے کے لیے بولتا ہے۔ جاہل سے جاہل آدمی بلکہ ایک نیم پاگل سے بھی یہ بات نہیں سنو گے۔ کیونکہ یہ چیز نظر آتی ہے اور دوسری چیز نظر نہیں آتی۔

پس تم اپنے اندر تغیر پیدا کرو۔ ورنہ یہ مت سمجھو کہ دیکھنے والے تمہیں دیکھتے نہیں اور فیصلہ کرنے والے تمہارے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کرتے۔ پھر جس کے سامنے تم نے جانا ہے وہ تو تمہیں دیکھتا ہے اور اُس نے تمہارے متعلق فیصلہ کرنا ہے۔ تمہیں تو اِس دنیا کے اندھے، نیم عقل والے اور دہریے بھی دیکھتے ہیں۔ اور جس امر کو ایک دہریہ، نیم پاگل اور جاہلِ مطلق انسان بھی دیکھتا ہو اُس کے متعلق تمہارا یہ خیال کر لینا کہ اُسے خدا تعالیٰ نہیں دیکھتا تمہارا پاگل پن نہیں تو اَور کیا ہے۔ پس تم اپنے اندر تغیر پیدا کرو اور دوسروں کو نظر آنے والے اعمال درست کرو تا تمہارے باطنی اعمال آپ ہی آپ درست ہو جائیں۔ اِس طرح دیکھنے والے کو یہ موقع نہیں ملے گا کہ وہ کہے کہ یہ

لوگ دکھاوے سے ایسا کرتے ہیں۔ اگر یہ سوداسلف میں دیانتداری سے کام لے گا تو دوسرا شخص چپ ہوجائے گا۔ کیونکہ دنیا میں کوئی پاگل سے پاگل انسان بھی ایسا نہیں جو یہ کہے کہ فلاں شخص دکھاوے کی دیانتداری کرتا ہے فلاں شخص سچ بولتا ہے تو دکھاوے کا سچ بولتا ہے کیونکہ سچ بولنے اور دیانتداری کو دکھاوے سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں لوگ اِس طرح کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ موقع پر جھوٹ بول لیتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی نہیں کہے گا کہ یہ سچ بولتا ہے لیکن دکھاوے کے لیے بولتا ہے۔ ہاں یہ کہے گا کہ فلاں شخص دو تین پیسے کے لیے بے ایمانی نہیں کرتا ہاں ہزاروں کے لیے بے ایمانی کرلیتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہے گا کہ فلاں دیانتداری سے کام لیتا ہے تو دھوکا دینے کے لیے ایسا کرتا ہے۔ پس تم اپنے اُن اعمال کی درستی کرو جو دوسروں کو نظر آتے ہیں تا اُن اعمال کی درستی ہوجائے جو نظر نہیں آتے۔ تا تم اُس ذات کے ساتھ صلح کرلو جو تمہارے ظاہر و باطن کو دیکھتی ہے۔"

خطبہ ثانیہ میں فرمایا" نمازِ جمعہ کے بعد میں بعض جنازے پڑھاؤں گا۔

1۔ ایس۔کے داؤد صاحب 1943ء میں بیعت کی تھی۔ مخلص احمدی تھے 21 جنوری 1953ء کو فوت ہوئے۔

2۔ عبدالحمید صاحب جو عبدالرشید صاحب ایم۔اے کے چچا تھے فوت ہوگئے ہیں۔ پُرانے احمدی تھے۔ ان کے بہت سے بھائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ابتدائی ایمان لانے والے تھے۔ منشی عبدالعزیز صاحب بھی اِسی خاندان میں سے تھے۔

3۔ فاطمہ بی بی صاحبہ جو مولوی خلیل الدین احمد صاحب، پدن پدا اُڑیسہ کی چچی تھیں فوت ہوگئی ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور تحریک جدید میں شروع سے حصہ لیتی آرہی تھیں۔ جنازہ صرف چار احمدیوں نے پڑھا۔

4۔ چودھری علی محمد صاحب کچھ عرصہ بیمار رہ کر فوت ہوگئے ہیں۔ مرحوم نے 1934ء میں بیعت کی تھی۔ کوٹلی گوجراں متصل کاہنوں وال کے رہنے والے تھے۔ مخلص احمدی اور پابندِ صوم وصلوٰۃ تھے۔ تہجد گزار بھی تھے۔ چک نمبر 344 نزد دنیاپور میں وفات پائی۔ جنازہ میں دو تین آدمی شریک ہوئے۔

5۔ سید قمرالحق صاحب دفتر وصیت ربوہ کی بڑی ہمشیرہ اپنے مکان کے تالاب میں ڈوب کر فوت ہوگئیں۔ نزدیک کوئی جماعت نہیں تھی۔ صرف گھر کے چند افراد نے جنازہ پڑھا۔

6۔ عبدالعزیز صاحب دفتر محاسب اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے چھوٹے بھائی عبدالحکیم صاحب اپنے گاؤں چاہ اسرا تحصیل لودھراں ضلع ملتان میں فوت ہوگئے ہیں۔ نزدیک کی جماعتوں سے احمدی دوست جنازہ میں شریک نہ ہوسکے۔ صرف میں نے اکیلے جنازہ پڑھا۔

7۔ نصیر الحق صاحب جو ہمارے مختار شیخ نور احمد صاحب مرحوم کے نواسے تھے حرکتِ قلب بند ہوجانے کی وجہ سے کراچی میں فوت ہوگئے ہیں۔

8۔ چودھری باغ دین صاحب چک 86 گ۔ب ضلع لائلپور میں فوت ہوگئے ہیں۔صرف چار آدمی جنازہ میں شریک ہوئے۔

9۔ سید محمد شاہ صاحب پنڈی چری ضلع شیخوپورہ میں فوت ہوگئے ہیں۔مخلص احمدی تھے۔ جنازہ میں زیادہ احمدی شامل نہ ہوسکے۔

10۔حافظ عبدالرحمٰن صاحب چک 45 میں غریب الوطنی کی حالت میں فوت ہوگئے۔ جنازہ میں بہت کم لوگ شامل ہوئے۔

11۔حافظ عبدالعزیز صاحب نون حلال پور گاڑی کے حادثہ میں فوت ہوگئے ہیں۔ جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہوئے۔

12۔پائلٹ آفیسر سلیم الدین احمد صاحب ولد شیخ رفیع الدین احمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس 11 مئی کو ہوائی جہاز کے حادثہ میں فوت ہوگئے ہیں۔مرحوم موصی بھی تھے اور مخلص احمدی تھے۔ جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہوئے۔

13۔علی محمد صاحب جو جڑیا خان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ باڑہ سندھ کے بیٹے تھے۔ ریل گاڑی کے حادثہ سے فوت ہوگئے ہیں۔

14۔سید محمد ثناءاللہ صاحب تاندلیانوالہ کی لڑکی فوت ہوگئی ہیں۔جنازہ میں بہت کم لوگ شامل ہوئے۔

15۔مرزا اکبرالدین احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی تھے اور لکھنو کے رہنے والے تھے۔لکھنو میں فوت ہوگئے ہیں۔

16۔محمد مشتاق صاحب ہاشمی ٹریکٹر کے حادثہ میں فوت ہوگئے ہیں۔مرحوم نوجوان تھے۔تجہیز و تکفین پر کوئی بھائی نہ پہنچ سکا۔

نماز جمعہ کے بعد میں ان سب کا جنازہ پڑھاؤں گا۔" (المصلح 5 جولائی 1953ء)

---

1: رفاہت: خوشی۔بھلائی۔بہتری۔آرام (فیروز اللغات اردو جامع فیروز سنز لاہور)